۴۹واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

اہلِ مکّہ کو دعوتِ توحید ذرا تفصیل کے ساتھ

۴۹ واں باب

اہلِ مکّہ کو دعوتِ توحید ذرا تفصیل کے ساتھ

پانچواں سال اپنے اختتام کی جانب رواں ہے پچھلے ماہ رمضان میں سورۂ نجم نازل ہوئی، اب اس ماہ حبش سے کچھ مہاجرین تمام اہلِ مکّہ کے ایمان لے آنے کی غلط افواہ سن کر واپس آ گئے ہیں کہ کفارِ مکّہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے ہیں، ہمارے اندازے کے مطابق سورۂ یٰس اسی ماحول میں نازل ہوئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یٰس قلب القرآن، یعنی یہ سورہ قرآن کا دل ہے۔ [امام احمدؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ اور طبرانیؒ] صاحبِ تفہیم القرآنؒ کہتے ہیں کہ: یٰس کو قرآن کا دھڑکتا ہوا دل اس لیے فرمایا گیا ہے کہ وہ قرآن کی دعوت کو نہایت پر زور طریقے سے پیش کرتی ہے جس سے جمود ٹوٹتا اور روح میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

ایک اور یہ روایت بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اقرءوا سُورۃ یٰس علیٰ موتاکم۔ [امام احمدؒ، ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ] ''اپنے مرنے والوں پر سورہ یٰس پڑھا کرو۔'' مفسرین کہتے ہیں کہ اس کی حکمت یہ ہے کہ جان کنی کے وقت مومن کے ذہن و خیال میں تمام اسلامی عقائد تازہ ہو جائیں اور اس کے سامنے قیامت کی ایک تصویر بھی آ جائے اور وہ جان لے کہ اس دنیا کی منزل گزر کر اب کن حالات کا اُس کو سامنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مناسب ہے کہ مرنے والے کو اگر عربی نہ آتی ہو اور نہ ہی اُس کو قرآن پر عبور ہو تو اُس کو سورہ یٰس سنانے کے ساتھ اس سورۃ کا ترجمہ بھی اُس کی مادری زبان میں سنا دیا جائے اور یہ کام اُس وقت کیا جائے کہ جب مرض الموت میں عقل اور ہوش دونوں کام کر رہے ہوں نہ کہ اُس وقت کہ جب دم نکل رہا ہو، غیب شہود ہو رہا ہو، فرشتے نظر آنے لگیں، سانس اکھڑ جائے اور پنڈلیاں جڑ جائیں اور مریض اہلِ دنیا کی کچھ بھی بات سمجھنے سے قاصر ہو! مرنے سے اور موت کا نام لینے سے لوگ اس قدر خوف زدہ ہوتے ہیں کہ جب تک

مریض کے ہوش حواس درست ہوتے ہیں تو نہ مریض خود اور نہ ہی اُس کے لواحقین سورۂ یٰسں پڑھ کر موت کا ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں، اس کو بدشگونی جانا جاتا ہے، ہائے، کجا ماند مسلمانی؟ موت سے ڈرنے والے بنی اسرائیلیوں سے یہی کہا گیا تھا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو اُس سے ملنے کی تمنا کرو اور چوں کہ تم اللہ سے محبت نہیں کرتے اس لیے کبھی بھی موت سے خوشی خوشی ہم آغوش ہونے کے لیے تیّار نہ ہوگے!

۶۵: سُوْرَۃُ یٰسٓ [۳۶ – ۲۲: ومن یقنت، ۲۳: ومالی]

رسالت محمدیؐ کی صداقت

اس سورۃ کا مدعا رسالت، توحید اور آخرت تینوں ہی کی طرف اہلِ مکّہ کو بالترتیب متوجہ کرنا تھا اور ساتھ ہی نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تسلی اور اُن کے کام پر اُن کی تحسین کے ساتھ دعوتی میدان کی اس حقیقت کی طرف بھی آپؐ کے ادراک کو واضح کرنا تھا کہ مکّہ کی معتدبہ تعداد پر حجت تمام ہو چکی ہے خاص طور پر اکابرینِ قریش، پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بات کا آغاز رسالت، کام میں آپ کی لگن کی تحسین اور لوگوں پر اتمامِ حجت کے بیان سے ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یٰسں، قسم ہے قرآنِ حکیم کی کہ تم یقیناً رسولوں میں سے ہو، سیدھے اور صحیح راستے پر ہو، تمھاری رسالت پر گواہی دینے والا یہ قرآن زبردست اور رحیم ہستی نے اس لیے نازل کیا ہے کہ تم اہلِ مکّہ کو آگاہ کرو کہ اِن کی گزری نسلوں کو یہ آگاہی نہیں ملی تھی جس کی وجہ سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

اے محمدؐ تم ان کے ایمان نہ لانے پر غم کے مارے اپنے آپ کو ہلکان کیے جا رہے ہو، ہم تمھیں بتا رہے ہیں کہ ان میں سے خاصے لوگوں پر تمھاری کوششوں اور دعوت کے ذریعے ہماری حجت پوری ہو چکی ہے، سو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ہم نے تمھاری بات کا مذاق اڑانے والے اِن جہالت کے مارے سردارانِ قریش کی گردنوں میں تکبّر کے موٹے پٹے ڈال دیے ہیں جن سے اِن کی گردنیں ٹھوڑیوں تک جکڑ گئی ہیں، جس کی وجہ سے اِن کے سر جہالت کی حمایت میں اوپر کو اُٹھے رہ گئے ہیں۔ اُن کی کٹ حجتیوں کے سبب ہم نے قبول حق کی راہ میں ایک دیوارِ حجاب ان کے آگے کھڑی کر دی ہے اور حق کی

جانب ذرا پلٹ کر سوچنے کے لیے بھی کوئی گنجائش نہیں کہ ایک دیوارِ حجاب ان کے پیچھے بھی ہے۔ ہم نے انھیں تاریکیوں میں ڈھانپ دیا ہے، انھیں اب کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے۔ تم انھیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ بات برابر ہے، یہ ماننے والے نہیں ہیں۔ تم تو اسی آدمی کو ڈرا سکتے یا خبردار کر سکتے ہو جو نصیحت پر دھیان دے اور بے دیکھے رحمان سے ڈرے۔ ایسے ڈرنے اور نصیحت پکڑنے والوں کو مغفرت اور باعزت صلہ کی بشارت دے دو۔ ہم یقیناً ایک روز مُردوں کو زندہ کریں گے۔ جو کام بھی انھوں نے کیے ہیں، اور جو آثار بھی انھوں نے پیچھے چھوڑے[119] ہیں وہ سب ہم ریکارڈ کر رہے ہیں۔ ہر چیز ایک رجسٹر میں ہم نے ڈال رکھی ہے۔ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ﴿١٢﴾ [مفہوم آیات ۱ تا ۱۲]

بستی والوں کا قصہ

مخاطبین کو تاریخ کی ایک تمثیل سے سمجھایا جارہا ہے کہ ایک بستی میں، [بستی کا نام قرآن نہیں بتاتا تو ہمیں بھی اس کی کھوج میں نہیں لگنا چاہیے] اللہ نے اپنے دو رسولوں کو بھیجا، اِن رسولوں کے ناموں کی بھی قرآن تصریح نہیں کرتا، ان دونوں رسولوں نے اپنی قوم کو بتایا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، بستی کے لوگوں نے اُن کی رسالت کو اس وجہ سے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ تم تو ہمارے ہی جیسے ایک بشر ہو، ہر دور میں رسولوں کی بشریت کی وجہ سے لوگوں کو اُنھیں تسلیم کرنے میں تردد ہوا، پورا قصہ آپ نیچے دیے ہوئے مفہوم میں مطالعہ کریں، جو بات اللہ تعالیٰ اہلِ مکّہ کو اس قصے سے اِس سورۃ کے نزول کے وقت سمجھانا چاہ رہے تھے وہ یہ تھی کہ جب بستی کے لوگوں نے رسولوں کی بات نہ مانی تو اللہ نے ان کو تباہ و برباد کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ تو پھر اے مکّہ کے لوگو! کیا تم بھی یہی چاہتے ہو؟ عافیت اور خیریت اسی میں ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کر لو، بشر ہے تو کیا ہوا؟

119 مثلاً صدقہ جاریہ، بھلی بات، تصنیف، روایت وغیرہ جس کی لوگ پیروی کریں یا کسی مسجد یا خیر کی ترویج یا انسانوں کے نفع کی چیز جس سے مسلم امت یا عام انسان فیض یاب ہوں۔

دو رسولوں کی آمد اور دعوت

اے محمدؐ! انھیں اپنا پیغامِ رسالت سمجھانے کے لیے بستی والوں کا قصہ سناؤ جس سے یہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ اگر یہ غور کریں تو یہ مثال ان کے لیے نصیحت ہے۔ جب اُن کی طرف رسول آئے تھے۔ ہم نے ان کی طرف دو رسولوں کو بھیجا، تو وہاں لوگوں نے اُن کی تکذیب کی۔ پھر ہم نے ایک تیسرے کے ذریعے اُن کی تائید کی، اُن تینوں نے مل کر بستی والوں کو توجہ دلائی کہ ہم تمھاری طرف اللہ کے پیغمبر کی حیثیت سے آئے ہیں۔ ہماری بات تسلیم کرو، بستی کے باشندوں نے جواب دیا تم کوئی بھیجے ہوئے رسول نہیں ہو تم تو بس ہم ہی جیسے انسان ہو۔ رحمٰن نے ہر گز بھی کوئی چیز تمھارے اوپر نازل نہیں کی ہے، تمھارا دعویٰ نرا جھوٹا ہے۔ رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمھاری طرف رسول ہی بنا کر بھیجے گئے ہیں، اور ہمارا کام بس یہ ہے کہ از بس وضاحت سے، صاف صاف، اللہ کا پیغام پہنچا دیں اس کے سوا ہماری اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ [مفہوم آیات ۱۳ تا ۱۷]

بستی کے لوگوں کا انکار اور رسولوں کو منحوس قرار دینا

بستی کے جو بڑے تھے وہ کہنے لگے ہم تو اپنی ترقی و تمدن کے لیے تمھیں منحوس گمان کرتے ہیں۔ اگر تم لوگ اپنی اس دعوت و تبلیغ سے باز نہ رہے تو ہم تم کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیں گے، یوں ہمارے ہاتھوں سے تمھیں سخت تکلیف پہنچے گی۔

رسولوں نے جواب دیا تمھاری نحوست تو تمھارے کرتوتوں کے سبب تمھارے ساتھ لگی ہے۔ تمھاری یہ جھنجلاہٹ اور یہ فضول باتیں بس اسی لیے ہیں نا کہ تمھیں نصیحت کی گئی، جس سے تمھارے پندار کو ٹھیس پہنچی ہے؟ بات یہ ہے کہ تم حدود سے گزر جانے والے لوگ ہو قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔ [مفہوم آیات ۱۸ تا ۱۹]

ایک مردِ مومن [صاحبِ یٰسٓ] کی آمد اور رسولوں کی تائید

یہ گفتگو اور مباحثہ جاری ہی تھا کہ شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص بھاگتا ہوا آیا اور رسولوں کی دعوت پر ایمان لے آیا۔ اسے معلوم ہوا کہ اس کی قوم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تو اُس

نے لوگوں سے کہا: اے میری قوم کے لوگو! رسولوں کی پیروی کرو۔ اُن لوگوں کی پیروی جو تم سے نصیحت کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتے اور راہِ راست پر ہیں۔ آخر کیوں نہ میں اس ذات کی بندگی کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا اور جس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے! [مفہوم آیت ۲۰]

کیا میں اُس ایک اللہ کو چھوڑ کر ایسے دوسروں کی عبادت و بندگی میں لگ جاؤں کہ کائنات کا مالک رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو وہ نہ مجھے چھڑا ہی سکیں اور نہ ہی ان کی شفاعت میرے کسی کام آ سکے، پھر تو میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہوں گا۔ میں تو اِن رسولوں کی ہدایت پر تمھارے حقیقی رب پر ایمان لے آیا ہوں، تم بھی رسولوں کی بات سنو اور مان لو۔ [مفہوم آیات ۲۱ تا ۲۵]

صاحبِ یٰسٓ کی کفار کے ہاتھوں شہادت اور فوراً جنت میں داخلہ

آخر کار بستی کے لوگوں نے یہ اعلان اور اُس کی گفتگو سنی تو اُسے قتل کر دیا اور جب وہ دنیا سے نکل کر ہماری بارگاہ میں داخل ہوا تو اُسے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ بے اختیار بول اُٹھا کہ کاش میری قوم جانتی کہ کس بات پر میرے رب نے میری مغفرت فرمادی اور مجھے عزت پانے والوں میں شامل فرمالیا اور عزت افزائی کی۔ [مفہوم آیات ۲۶ تا ۲۷]

رسولوں کی تکذیب پر بستی کی تباہی

رسولوں کے ساتھ بستی کے لوگوں کے اس باغیانہ رویے پر ہم نے آسمان سے کوئی فوج نہیں اتاری۔ ہمیں فوج بھیجنے کی کوئی ضرورت بھی نہ تھی، بس ایک دھماکہ ہوا اور لمحے بھر میں وہ سب تباہ و برباد ہو کر عبرت کا سامان بن گئے۔ افسوس ہے بندوں [انسانوں] کے حال پر، اُن کی تاریخ کا یہ کیسا افسوس ناک المیہ ہے کہ جو رسول بھی اُن کے پاس آیا انھوں نے اُس کا مذاق ہی اڑایا۔ کیا انھوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ اُن سے پہلے کتنی قومیں اس جھٹلانے کی پاداش میں ہم ہلاک کر چکے ہیں اور وہ اب کبھی واپس آنے والی نہیں ہیں۔ اور بلاشبہ ساری ہی اقوام کو ہمارے سامنے حاضر کیا جائے گا۔

[مفہوم آیات ۲۸ تا ۳۲]

توحید پر آثارِ کائنات اور عقلِ عام سے دلیلیں

بستی والوں کی تاریخی تمثیل ختم ہوئی اور اہلِ مکّہ کے لیے اور رہتی دنیا تک آنے والی اقوام کے

لیے ایک پیغام چھوڑ گئی کہ جب بھی داعیانِ حق اتمامِ حجت کر دیں، محمد ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنا لازمی ہے بصورتِ دیگر عذابِ الٰہی کی تلوار سر پر لٹکتی رہے گی۔ تمثیلی انداز میں بالواسطہ گفتگو کے بعد اب مخاطبین سے براہِ راست خطاب ہے۔ اللہ کے خالق ہونے پر فطرت کے مظاہر سے دلیلیں دی جارہی ہیں۔

اے محمدؐ تمھاری قوم کے لوگوں کے لیے جو اللہ کی بزرگی اور خلاقیت [خالق ہونے] پر شبے میں مبتلا ہیں مردہ زمین میں اللہ کی معرفت پانے کے لیے کافی ثبوت ہیں۔ ہم اس بے جان زمین کو زندگی بخشتے ہیں جس سے یہ اپنے اندر سے غلہ نکالتی ہے جسے یہ لوگ کھا کر زندہ رہتے ہیں۔ ہم نے اسی زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور اسی زمین میں سے عمدہ پانی کے چشمے جاری کر دیے، تاکہ لوگ اس زمین کے پھل کھائیں۔ اِن میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھوں تخلیق نہیں پایا۔ پھر کیوں یہ خالق ومالک، ایک اللہِ واحد کو تسلیم کر کے شکر کا رویہ اختیار نہیں کرتے؟ وہی پاک[۱۲۰] ہستی ہے جس نے تمام چیزیں جوڑے جوڑے پیدا کی ہیں خواہ وہ جن کو زمین اگاتی ہو یا خود ان کے اندر (یعنی مرد اور عورتوں) میں سے یا ان اشیاء میں جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں ۔

اِن شک کے مارے تمھیں جھٹلانے والوں کے لیے ایک بہت بڑی نشانی رات ہے، ہم اس کے اوپر سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تو یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج کو دیکھو کہ اپنے محور پر گردش کیے جارہا ہے، [کیا انھیں نظر نہیں آتا کہ] یہ ایک زبردست علیم ہستی کی منصوبہ بندی کی شاہ کاری ہے۔ اسی طرح چاند کے لیے ہم نے مقرر اوقات کی گزرگاہیں بنادی ہیں جن سے گزرتا ہوا وہ کھجور کی سوکھی شاخ کے مانند پتلا سارہ جاتا ہے نہ سورج کے بس میں کہ وہ چاند تک جا پہنچے اور نہ رات دن کو نکلنے سے روک کر اُس پر سبقت حاصل سکتی ہے ہر ایک اپنے لیے اللہ کے مقرر کردہ دائرے میں گردش پر مجبور ہے جس سے تجاوز ممکن نہیں۔

اے محمدؐ جو حق تم اِن کے سامنے پیش کر رہے ہو اُس کا ایک بڑا ثبوت وہ کشتی بھی ہے جس میں ہم نے اِن کو سوار کیا اور نسلِ انسانی کے تسلسل کو اُس کشتی کے سوار لوگوں سے جاری رکھا، اور پھر اسی طور سواری کے لیے خشکی میں بھی چیزیں پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں اگر ہم چاہیں تو اس طرح

[۱۲۰] اللہ کی ذات اُن بے ہودہ الزامات سے پاک و مبرّا ہے جو وہ اللہ کے اوپر لگاتے ہیں، جیسا کہ نبی ﷺ کے مخاطبین کہا کرتے تھے کہ اللہ نے اپنی اُلوہیت، اپنے حقوق اور اختیارات میں کسی کو شریک کر لیا ہے۔

ان کو برباد و نابود کر دیں کہ کوئی ان کا فریاد رس نہ ہو اور کسی طرح نجات نہ مل سکے۔ بس یہ ہماری رحمت ہی ہے جو انھیں اِس دنیا میں ایک معین وقت تک زندگی سے لطف اُٹھانے دیتی ہے۔ شاید وہ ہماری طرف رجوع کریں یا اپنی کوتاہیوں کی تلافی کریں [مفہوم آیات ۴۳ تا ۴۴]

سلسلہ گفتگو جاری ہے، انذار کیا جارہا ہے، ڈرایا جارہا ہے کہ محمد ﷺ کی دعوت کو، اسلام کی دعوت کو، توحید کی دعوت کو قبول کرلو، اس کے ساتھ یہاں ایک اور پہلو پر گفتگو شروع ہو جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نری توحید کی دعوت ہی نہیں دے رہے تھے بلکہ مشرک مخاطبین کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر بھی ابھار رہے تھے، مشرکین کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی دعوت کا مطلب کچھ اشاعتِ اسلام یا اپنی جمعیت کے بیت المال کے لیے اعانت طلب کرنا نہیں تھا بلکہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا، ناداروں کی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ اُن کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنا اور غلاموں کو آزاد کرانا تھا، یہ باتیں اللہ تبارک و تعالیٰ اسی سال چند ماہ پہلے سورۃ البلد میں فرما چکے تھے (ملاحظہ ہو کاروانِ نبوت جلد دوم صفحہ ۲۴۴) ۔ جب آپ ﷺ نے پورے سوز اور اخلاص سے ان اہلِ اقتدار اور اہلِ سرمایہ کو غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے اور اِن کی مدد کرنے کی طرف توجہ دلائی تو یہ تکبر کے مارے بولے: کیا ہم اُن کو کھلائیں جنھیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟ تم تو بالکل ہی بے وقوف ہو!

اے محمدؐ جب تمھاری دعوت کا انکار کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ اے قریش کے لوگو اس اِنکار کی پاداش میں جو انجام تمھارا ہونے والا ہے اور جو انجام تم سے پہلے تم جیسے انکاریوں کا ہو چکا ہے اُس سے خوف کھاؤ اور اپنی روش سے باز آجاؤ تاکہ تم پر رحم کیا جائے تو یہ بہرے بن جاتے ہیں۔ ان کے سامنے ان کے رب کی باتوں میں سے جو بات بھی پیش کی جاتی ہے یہ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو مال و متاع تمھیں بخشا ہے، فی سبیل اللہ کچھ اُس میں سے بھی خرچ کرو تو یہ تمھاری دعوتِ ایمان کے باغی تم سے اور تمھارے اصحاب سے کہتے ہیں کہ کیا ہم اُن کو کھلائیں جنھیں اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟ تم تو بالکل ہی بے وقوف ہو!

[مفہوم آیات ۴۵ تا ۴۷]

آخرت پر آثار کائنات، عقل عام اور خود انسان کے اپنے وجود سے دلائل

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دعوت پر کان نہ دھرنے پر برے انجام کی دھمکی اور پھر غریبوں کی مدد کی طرف بلانے کے ردِّ عمل میں بے ہودہ جواب کے بعد اب آخرت پہ ایمان کی دعوت پر جو اُن کا رویہ ہے اُس پر گفتگو شروع ہے، دیکھیے:

یہ تمھارے مخالفین اور انکاری بڑے طنطنے سے کہتے ہیں کہ بہت دن ہو گئے ڈراتے ڈراتے، اگر تم سچے ہو تو بتاؤ قیامت کی دھمکی آخر کب پوری ہو گی؟ یہ بے کار حجت بازی ہے یہ بے وقوف لوگ بس ایک دھماکے دار ڈانٹ کا انکار کر رہے ہیں جو یکایک انھیں کسی بھی وقت اس حالت میں دھر لے گی جب یہ اُس کے آنے سے بالکل بے خبر اپنے معاملات میں جھگڑ رہے ہوں گے، اور جب موت انھیں دبوچے گی تو اُس وقت یہ وصیت بھی نہ کر پائیں گے، نہ ہی اپنے گھروں کو پلٹ جانے کی مہلت! [مفہوم آیات ۴۸ تا ۵۰]

جب وہ گھڑی آئے گی تو بس ایک کانوں کو پھاڑ ڈالنے والا سائرن (صور) چیخ پڑے گا اور یہ طنزیہ باتیں بنانے والے اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف بے اختیار چل پڑیں گے رسولوں کی تکذیب کرنے والے بہت غم زدہ ہوں گے۔ وہ حسرت اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے: ہائے ہماری بد بختی ہم کو ہماری قبروں سے کس نے اُٹھا کھڑا کیا؟ اُن کو جواب دیا جائے گا: یہ تو وہی چیز ہے جس کا محمدؐ کے رب، رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی نکلی۔ پھر دوبارہ کانوں کو پھاڑ ڈالنے والا سائرن (صور) چیخ پڑے گا، ایک ہی ڈانٹ ہو گی اور لمحے بھر میں سب کے سب ہمارے حضور حاضر کر دیے جائیں گے تاکہ ان کے اعمال کا حساب لیا جائے۔

پھر رب العالمین کی صدا گونجے گی کہ آج کسی جان پر ظلم نہ کیا جائے گا اور تم کو ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے عمل تم کرتے رہے ہو۔ بلاشبہ جنتی اپنی دلچسپیوں میں مشغول رہیں گے، وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں مسندوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔ اُن باغات میں اُن کے لیے میوے اور ہر وہ چیز ہو گی جو وہ چاہیں اور طلب کریں[۱۳۱]۔ پروردگارِ رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہلایا جائے گا[۱۳۲]۔ [مفہوم آیات ۵۱ تا ۵۸]

---

۱۳۱ جب جنت کا ذکر سنیں تو یہ دعا کریں: ربنا اجعلنا منھم (اے اللہ ہمیں ان میں شامل فرما)

۱۳۲ اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے کلام فرمائیں گے۔

اور اے مجرمو! آج تم مومنین سے الگ ہو جاؤ اب تمھارا ان سے کوئی رشتہ باقی نہ رہا، اے اولادِ آدم کیا میں نے اپنے رسولوں کے ذریعے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرنا، وہ تمھارا واضح دشمن ہے، اور میری ہی بندگی کرنا یہ سیدھا راستہ ہے مگر میری اس ہدایت کے باوجود اُس نے تم میں سے ایک خلقِ کثیر کو گمراہ کرلیا۔ کیا تمھیں کوئی عقل نہ تھی، دیکھو یہ ہے وہ جہنم جس کا تم کو خوف دلایا جاتا رہا ہے۔ ہمارے نبی کی جو تکذیب تم نے دنیا میں کرتے رہے اُس کی پاداش میں اب اِس میں داخل ہو جاؤ۔ آج ہم ان تکذیب کرنے والوں کو گونگا کیے دیتے ہیں، ان کے اپنے ہاتھ ہم کو بتائیں گے اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

[مفہوم آیات ۴۸ تا ۶۶]

اختتامِ سورۃ پر مکذبین سے باندازِ دگر خطاب

خاتمہ کلام ہے، ایک عجیب انداز میں اللہ تعالیٰ اپنی طاقت اور قدرت کی طرف اِن مکذبین کو اور ساتھ ہی رہتی دنیا تک تمام انسانوں کو متوجہ کرتے ہیں: وَ مَنۡ نُّعَمِّرۡهُ نُنَكِّسۡهُ فِی الۡخَلۡقِ ؕ اَفَلَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۸﴾ یعنی ہم کس طرح ہر انسان سے اُس کی عمر بڑھنے کے ساتھ اُس کے اعضا کو دی گئی صلاحیتوں اور قدرتوں کو سلب کر لیتے ہیں۔ بڑھتی عمر کے ساتھ وہ کس طرح بوڑھا اور لاغر و معذور ہوتا چلا جاتا ہے اور ناقص سے ناقص تر ہو جاتا ہے، اگر اُس میں کوئی طاقت ہے تو اللہ کی اس سنت سے انحراف کی راہ نکال کر دکھائے۔ اور وہ ایسا ہرگز نہ کر سکے تو جان لے کہ اللہ غالب و بالادست ہے، اُس پر ایمان لایا جائے۔ اس طرف توجہ دلانے کے بعد کچھ دوسرے اعتراضات اور امور پر بات کی گئی ہے جو اُس وقت کے مخاطبین کی نفسیاتی اور ذہنی کیفیت کو آشکار کرتی ہے۔ انسانوں کی ساخت میں جس طرح ڈیڑھ ہزار سال سے خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی [وہ پہلے بھی دو ٹانگوں والا تھا اور آج بھی] نفسیات میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ یوں یہ سارا کلام آج کے انسان کے لیے بھی اور آج سے پانچ ہزار سال اور زیادہ بعد کے انسان کے لیے بھی ویسا ہی موزوں ہے۔ آگے کلام بہت واضح اور سمجھ میں آجانے والا ہے، بس تھوڑی سی توجہ چاہتا ہے۔

اے محمدؐ اگر ہم چاہیں تو ابھی اسی آن اِن کی بینائی سلب کر لیں، پھر یہ کسی راستے کی طرف چل کر

دیکھیں، کہاں سے دیکھ پائیں گے؟ ہم چاہیں تو انھیں ان کی جگہ ہی پر اس طرح اِن کے اعضا [ٹانگیں مراد ہیں] کو مسخ کر دیں کہ یہ نہ آگے چل سکیں نہ پیچھے پلٹ سکیں۔

جس شخص کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کے جسم کی بناوٹ اور اُس کے اعضا کی توانائیوں کو ہم ناقص سے ناقص کرتے چلے جاتے ہیں۔ کیا اس بات سے انھیں خالق و مالک کے اختیارات و طاقت کا اندازہ نہیں ہوتا؟ اے سردارانِ قریش، ہم نے محمدؐ کو شاعری نہیں سکھائی اور شاعری اس کے شایانِ شان بھی نہیں یہ کلام جس پر تم شاعری کی تہمت لگا رہے ہو تو بس ایک یاد دہانی ہے یہ تو قرآنِ مبین ہے، تاکہ یہ ہر اس شخص کو اللہ کے غضب اور آخرت کے عذاب سے ڈرائے جو حسّاس زندہ دل رکھتا ہو اور کافروں پر حجت قائم ہو جائے۔

کیا انھوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنی خاص کاریگری سے ان کے لیے مویشی پیدا کیے اور یہ اُن کے مالک بن جاتے ہیں۔ ہم نے اِن جانوروں کو ان کا فرماں بردار بنا دیا ہے لہٰذا یہ کسی کو سواری کے لیے استعمال کرتے ہیں، کسی سے یہ گوشت حاصل کرتے ہیں، اور ان جانوروں میں دیگر فوائد کے ساتھ پینے کے لیے دودھ بھی ہے۔ پھر کیوں یہ شکر نہیں کرتے؟

انھوں نے اس توقع پر کہ ان کی مدد کی جائے گی اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا لیے ہیں۔ وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے بلکہ یہ لوگ اُلٹے ان جھوٹے معبودوں کے ہر دم حاضر رہنے والے غلام بنے ہوئے ہیں۔ اے محمدؐ یہ باتیں جو بنا رہے ہیں وہ آپ کو اُداس و رنجیدہ نہ کریں، ان کی چھپی اور کھلی سب باتوں کو ہم جانتے ہیں۔

کیا قیامت کا منکر اور اس میں شک کرنے والا انسان غور نہیں کرتا کہ ہم نے اُسے ایک معمولی بوند سے پیدا کیا اور پھر وہ ہمارا ایک کھلا مدِ مقابل دشمن بن کر اُٹھ کھڑا ہو گیا اور اب وہ ہم پر پھبتیاں چست کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ کون ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟ انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ انھیں پیدا کیا تھا وہ ہر مخلوق سے بخوبی واقف ہے۔ وہی ہے جو تمھارے لیے ہرے بھرے درخت سے آگ کے لیے لکڑی پیدا کر دیتا ہے جن سے تم اپنے چولہوں میں آگ جلاتے ہو۔

وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کیا اُس پر قادر نہیں کہ اِن باتیں بنانے والے جیسوں کو پھر دوبارہ پیدا کر سکے؟ ہاں ہاں وہ قدرت رکھتا ہے وہی اصل پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ اُس کا

معاملہ تو یہ ہے کہ وہ جب کسی بات کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ مشرکین جو بے ہودہ باتیں اللہ پر بناتے ہیں وہ اُن سب سے پاک و مبرّا ہے اُس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اختیار و اقتدار ہے، اور اُسی کی طرف تم لوٹائے جانے والے ہو۔ [مفہوم آیات ٦٧ تا ٨٣]

☆☆☆☆